إذا رأيت الرجل يطعن على أحد من أصحاب رسول الله

فاعلم أنه صاحب قول سوء وهوى(شرح السنة للبربهاري)

ناموسِ صحابہ کے دفاع اور رافضیت کے نئے چہروں کو بے نقاب کرنے والی نایاب تحریر

تصنیف

علامہ شاہد بندیالوی

استاذ المعقولات شعبۂ تخصص و درسِ نظامی

"جامعہ دار العلوم میمن"، نیو میمن مسجد، بولٹن مارکیٹ کراچی

عرضِ مؤلف

جیسے جیسے مرور زمانہ ہے فتنے بڑھتے جارہے ہیں باطل فتنے صف آخر میں تھے اب صف اول میں ہیں، فتنوں کا باعث نااہل غیر ذمہ دار لوگ مسند نشین ہو گئے، حدیث پاک میں ہے:« إِذَا وُسِّدَ الأَمْرُ إِلَى غَيْرِ أَهْلِهِ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ»(1).

کچھ دن پہلے ایک تحریر دیکھنے کا اتفاق ہوا تو میں تحیر میں مبتلا ہو گیا کہ لوگ مجھ سے مؤلف کے بارے میں پوچھتے تو میں کہتا تھا کہ پھسل گئے بد عقیدہ نہیں ہیں، مگر موصوف کچھ تجاوز کر رہے ہیں اور حد سے گزر رہے ہیں مجھے محاورہ یاد آگیا:" التعصب إذا تملك أهلك".

رسالے کا عنوان تھا" جدید نعرے "اور کتابچہ کے اوپر نام لکھا تھا" مفتی چمن زمان" موصوف نے اہل سنت کے مسلمہ واجماعی عقیدہ پر نقد وطعن کیا اور ان مسلمہ شخصیات کو نشانہ بنایا کہ جن کی پیروی کا قرآن نے حکم دیا اور جن کو افضل ترین امت شمار کیا گیا، ان شخصیات کے حوالے سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مخصوص صحابہ کے علاوہ کسی کے جنتی ہونے کے بارے میں جزئی یا عمومی عقیدہ رکھنا درست نہیں، نہ ہی فکرِ اہل سنت ہے۔ موصوف نے رفض کو تقویت دی نہ کہ اہل سنت کی ترجمانی کی۔

صحابہ واہل بیت وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے لیے ہماری جانیں قربان ہم نہ صحابہ کے حوالے سے غلو کرتے ہیں نہ ہی اہل بیت کے حوالے سے، یہی موقف اہل سنت ہے۔ اگر کوئی

---

(1) صحیح البخاری، حدیث (59)۔

بات مسلمات سے منحرف ہو تو اہل سنت کے معتمد علماء کے فرمانے پر میں رجوع کے لیے تیار ہوں۔

موصوف معتقدات سے ہی واقف نہیں تو کیا حق ہے مسلک کی ترجمانی کا؟ تحریر خیانت اور تعصب پر موجود ہے اور لاعلم اور عدم علم سے متصف ہونے کی دلیل ہے بشرط لا شیء۔

میں رسالے کو کلیوں اور ایک تمہید میں تقسیم کروں گا

(1):اس نظریے کی وضاحت۔

(2):اس تحریر کا جواب اور مناقضہ۔

تمہید

یہ تمہید پانچ مقدمات پر مشتمل ہے۔

پہلا مقدمہ:

احکام شرع کی دو قسمیں ہیں۔

کچھ کیفیت و عمل سے تعلق رکھتے ہیں اور کچھ اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں، جن کا اعتقاد سے تعلق ہے اس کو علم الکلام کہتے ہیں۔اس کی تعریف میں بہت اختلاف نقل کیا گیا ہے، مگر یہ ہمارا مبحث نہیں۔

علامہ ایجی لکھتے ہیں:"**إنه علم يقتدر معه على إثبات العقائد الدينية على الغير بإيراد الحجج ودفع الشبه**"[2].

پھر عقائد دینیہ کی دو قسمیں ہیں۔

(1):اصلیہ۔(2):فرعیہ۔

اس کو اعلی حضرت نے یوں بھی تعبیر کیا:"مانی ہوئی باتیں چار(۴)قسم کی ہوتی ہیں۔

(۱) ضروریاتِ دین : ان کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قطعیات الدلالات واضحۃالافادات سے ہوتا ہی جن میں نہ شبہے کی گنجائش نہ تاویل کو راہ۔اوران کا منکر یاان میں باطل تاویلات کامر تکب کافر ہوتا ہے۔

---

(2)المواقف مطبوع مع شرحہ،ج1،ص40۔

(۲)ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت و جماعت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے۔ مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے اسی لیی ان کا منکر کافر نہیں بلکہ گمراہ، بدمذہب، بددین کہلاتا ہے۔

(۳)ثابتات محکمہ: ان کے ثبوت کو دلیل ظنی کافی، جب کہ اس کا مفاد اکبر رائے ہو کہ جانب خلاف کو مطروح و مضمحل اور التفاتِ خاص کے نا قابل بنادے۔اس کے ثبوت کے لیے حدیث احاد، صحیح یا حسن کافی، اور قول سوادِ اعظم و جمہور علماء کا سندِ وافی، فانّ ید اللہ علی الجماعۃ(اللہ تعالٰی کا دستِ قدرت جماعت پر ہوتا ہے۔ت)

ان کا منکر وضوحِ امر کے بعد خاطی و آثم خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے، نہ بددین و گمراہ نہ کافر و خارج از اسلام۔

(۴)ظنّیات محتملہ: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنّی بھی کافی، جس نے جانبِ خلاف کے لیے بھی گنجائش رکھی ہو، ان کے منکر کو صرف مخطی و قصوروار کہا جائے گا نہ گنہگار ،چہ جائیکہ گمراہ، چہ جائیکہ کافر۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے جو فرقِ مراتب نہ کرے اور ایک مرتبے کی بات کو اس سے اعلی درجے کی دلیل مانگے وہ جاہل بے وقوف ہے یا مکلد فیلسوف۔۔۔۔۔۔ع

ہر سخن وقتے ہر نکتہ مقامے دارد

(ہر بات کا کوئی وقت اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے۔ت)"[3]۔

دوسرا مقدمہ:

مسئلہ مابہ النزاع کا عنوان صحابہ کے متعلق ہے تو ہم صحابی کی تعریف کرنا چاہتے ہیں۔

صحابی کی تعریف:" والصحب جمع صاحب وهو كل من رأى النبي صلى الله عليه وسلم مسلما وقيل من طالت مجالسته والصحيح الأول"[4].

امام عبد الغنی نابلسی رشحات الاقلام میں فرماتے ہیں:" (وصحبه) أي: صحب النبي صلى الله عليه وسلم يعني: صحابته(جميعهم) والمراد المؤمنين منهم ظاهراً وباطناً دون المنافقين والذين ارتدوا أو ماتوا على الكفر فإن الصحفة في حقهم مبنية على صدقهم ودوامهم على ذلك إلى الموت فإذا لم يوجد الصدق والدوام فلا صحبة في نفس الأمر تفهم هذا من قولهم في تعريف الصحابي هو: من لقي النبي صلى الله عليه وسلم مؤمناً به ومات على الإيمان, فإن الإيمان محله القلب والمنافق إيمانه في لسانه فقط, (على هدى) أي: دين الحق والسنة النبوية من غير ضلال ولا بدعة"[5].

---

(3)فتاوی رضویہ، ج29، ص385، رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

(4)الابھاج شرح المنھاج, ص18۔

(5)رشحات الاقلام, ص45۔

امام بخاری فرماتے ہیں:" من صحب النبي صلى الله عليه وسلم، أو رآه من المسلمين، فهو من أصحابه"[6].

اس مفہوم کے ماصدق علیہ کے اعتبار سے معتمد شروح میں علامہ خطیب بغدادی، امام نووی، ابن صلاح، امام سیوطی اور متعدد ائمہ نے اس تعریف کو ترجیح دی۔

ماحصل:

صحابی کی تعریف میں اس کی ماہیت کے اعتبار سے تین اجزاء ہیں جو تینوں اس کے لیے ماہیت اور جزء لاینفک ہیں۔

(1) رؤیتِ بصری یا قلبی (حیاتِ ظاہری)۔

(2) ایمان کی حالت۔

(3) خاتمہ ایمان کی حالت میں۔

یہ تقسیم کل الی الاجزاء کے قبیلے سے ہے، اور قاعدہ ہے "انتفاء الجزء يستلزم انتفاء الكل".

جس کی طرف امام نابلسی نے اشارہ بھی فرمایا ہے۔اب جو تعریف میں داخل نہیں اس پر کلام ہی نہیں۔

تیسرا مقدمہ:

---

(6) صحیح البخاری، ج5، ص2۔

صحابہ ابتداءً جنت میں جائیں گے یا نہیں؟ اس حوالے سے صریح النص تو کلام میں نہیں مگر ہم اس کو قرآن اور دیگر ادلہ سے ثابت کریں گے۔

چوتھا مقدمہ:

تمام صحابہ کی فضیلت میں کلام نہیں مگر مراتب کا تفاوت ہے۔

پانچواں مقدمہ:

بشارت کی دو قسمیں۔

(1): بشارتِ تعیینی شخصی۔

(2): بشارتِ عمومی۔

بشارتِ شخصی بعض صحابہ کے لئے متعین و مشخص ہے اور باقی کے لیے عمومی۔ مابہ النزاع عمومی ہے نہ کہ شخصی۔

پہلی کلی

نظریہ وعقیدہ ہے کہ تمام صحابہ جنتی ہیں چاہے اس کی جزئی حضرت سیدنا امیر معاویہ یا حضرت ابی سفیان ہوں۔ بشارت بالعموم کا فرد ہر صحابی ہے۔

نعرہ اور اس کی منطقی وعقلی حیثیت

(1): "ہر صحابیِ نبی جنتی جنتی" یہ کبری ہے، جس کی ترکیبی حیثیت یوں ہے۔

اصحاب النبی فی الجنۃ

کل اصحاب النبی فی الجنۃ

یہ دونوں قضیے محصورے موجبے کلیے ہیں۔ محمول کا ثبوت موضوع کے تمام افراد کے لیے ثابت ہو گا۔اور موجبہ کلیہ کی نقیض سالبہ جزئیہ آتی ہے۔

"کل اصحاب النبی فی الجنۃ"موجبہ کلیہ ہے۔

"بعض الاصحاب لیس فی الجنۃ"سالبہ جزئیہ ہے۔

اجتماع النقیضین محال ہے،لا محالہ موجبہ کلیہ صادق ہے۔

(2): نتیجہ وصفِ موضوع کے لحاظ سے ضروری ہو گا، یہ قضیہ ضروریہ مطلقہ ہے، محمول کا ثبوت موضوع کے لیے ضروری ہو گا جب تک ذاتِ موضوع موجود ہو۔

جو صحابی نہیں اس کے لیے نعرہ ہی نہیں، نعرہ کی تقیید تو صحابی کے ساتھ ہے،اسی پر حکم کو مرتب کیا گیا ہے۔

موصوف جہل مرکب کا فرد ہے اگر جہلِ بسیط ہوتا تو گنجائش نکال لیتے۔

(3): واسطہ کی کئی قسمیں ہیں،ان میں سے ایک ہے واسطہ فی الاثبات۔ تو واسطہ فی الاثبات بھی اس پر دال ہے کہ یہ نعرہ درست ہے۔

ہر صحابیِ نبی جنتی ہے۔

جو بھی صحابیِ نبی ہو گا وہ بھی جنتی ہو گا۔

فلاں صحابیِ نبی ہیں تو وہ جنتی ہیں۔

حد اوسط صحابی ہونا ہے۔

(4): معقول کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ قضیہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(1): موجبہ۔(2): سالبہ۔

موجبہ کے لیے وجودِ موضوع ضروری ہے تحقیقاً یا تقدیراً جس کو خارجی وذہنی سے بھی تعبیر کر لیتے ہیں۔ محمول کا ثبوت جو مرتب ہے وجودِ موضوع کے ساتھ ہے۔

(5): قیاسِ اقترانی کے مطابق بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

سوال: موصوف اس کو قصر کے افراد سے یا قصرِ قلب یا قصرِ تعیین سے بنائے گا؟

الدلائل النقلية من القرآن

اب کبری نظری ہے جس کا اثبات موقوف علی الدلیل ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن میں مختلف مقامات پر صحابہ کے فضائل کو بیان فرمایا اور متعدد احادیث میں ان کا بیان اور بہت سے ائمہ و محدثین نے ان کے مناقب وفضائل پر کتابیں لکھیں۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾. [الحدید, آیت 10].

ترجمہ: "تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتحِ مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنّت کا وعدہ فرما چکا اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے"۔

اس آیت میں مبارکہ میں اللہ تعالی نے صحابہ قسموں کو بیان فرمایا:

(1): ما قبل فتح۔ (2): ما بعد فتح۔

اور ان سب سے حسنیٰ کا وعدہ فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا؛ کیونکہ خلف وعد بالاتفاق جائز نہیں۔

امام حموی فرماتے ہیں: " **خلف الوعد لم يجز اتفاقاً** "[7].

مؤمنین کا خلود فی الجنۃ اور کافروں کا خلود فی النار تو ضروریاتِ دین سے ہے، اس میں کوئی کلام ہی نہیں۔ صحابہ کا مقام کیا یہ ہے کہ داخل ہونے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ جنت میں داخل فرمائے گا؟، یہ تو عام مؤمنین کو بھی فضیلت حاصل ہے اس میں صحابہ کی کیا تخصیص؟!

" **وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ** " میں "کُلْ" محصورہ موجبہ کلیۃ کا سُور ہے اور اس پر جو نتیجہ مرتب ہے وہ حسنیٰ ہے اور حسنیٰ کی تعبیر مفسرین نے جنت سے فرمائی ہے۔

امام قتادہ اور امام مجاہد فرماتے ہیں کہ "حسنیٰ" سے مراد جنت ہے۔ فقیر نے چالیس تفاسیر کو دیکھا سب نے "حسنیٰ" کی تعبیر جنت سے کی۔

امام رازی نے بھی اس کی تفسیر جنت سے فرمائی اور فتح سے پہلے اور بعد والے دونوں گروہ کو بلا تخصیص اور ترمیم داخل فرمایا، اور کل کے معنی میں کوئی تخصیص نہیں فرمائی: " **وكل واحد من الفريقين وعد الله بالحسنى أي المثوبة الحسنى، وهي الجنة مع تفاوت الدرجات** "[8].

---

(7) تعلیق القلائد علی منظومۃ العقائد، ص 507۔

(8) مفاتیح الغیب، ج 29، ص 453۔

کل اپنے معنی پر نص ہے، اس سے پہلے ایک تمہید کا سمجھا ضروری ہے کہ ادلہ سمعیہ چار ہیں، کشف الاسرار میں ہے:" **الأدلة السمعية أنواع أربعة: قطعي الثبوت والدلالة كالنصوص المتواترة، وقطعي الثبوت ظني الدلالة كالآيات المؤولة، وظني الثبوت قطعي الدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها قطعي وظني الثبوت والدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها ظني فبالأول يثبت الفرض وبالثاني والثالث يثبت الوجوب وبالرابع يثبت السنة والاستحباب ليكون ثبوت الحكم بقدر دليله**"(9).

(1): قطعی الثبوت و قطعی الدلالت۔

(2): قطعی الثبوت ظنی الدلالت۔

(3): ظنی الثبوت و ظنی الدلالت۔

(4): ظنی الثبوت و قطعی الدلالت۔

قرآن حرف بحرف قطعی الثبوت ہے۔

قطعی الثبوت و قطعی الدلالت سے ضروریاتِ دین ثابت ہوتے ہیں۔

مگر اس آیت کی دلالت قطعی ہے، اگر معنی ہو سب ابتداء کے لحاظ کیے بغیر تو یہ ضروریاتِ دین سے ہو گا، مگر اس کی دلالت ظنی ہے اس کا لحاظ کیے بغیر۔

---

(9) کشف الاسرار، ج1، ص84۔

اور قطعی الثبوت ظنی الدلالت ہو اس سے ضروریاتِ اہل سنت ثابت ہوتے ہیں کیونکہ "کل" سب کو شامل اور یہ نص ہے، احتمال ناشی بلا دلیل ہے جو قطعی بمعنی الاعم کے منافی نہیں، قطعی بمعنی الاخص نہ ہو۔

اگر ایک دوسرے مقام کو دیکھیں جس کی قرآن میں ہی تفسیر مذکور ہوئی، جس سے اعلی حضرت نے بھی استدلال فرمایا: "رب عزوجل کہ عالم الغیب والشہادہ ہے اس نے صحابہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو قسمیں فرمائیں، مومنین قبل الفتح جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ و جہاد کیا اور مومنین بعد الفتح جنہوں نے بعد کو، فریق اول کو دوم پر تفضیل عطا فرمائی کہ: ﴿ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا﴾.

اور ساتھ ہی فرمادیا: ﴿ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى﴾. دونوں فریق سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرمالیا۔ اور ان کے افعال پر جاہلانہ نکتہ چینی کا دروازہ بھی بند فرمادیا کہ ساتھ ہی ارشاد ہوا: ﴿ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾. اللہ کو تمہارے اعمال کی خوب خبر ہے، یعنی جو کچھ تم کرنے والے ہو وہ سب جانتا ہے بااینہمہ تم سب سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا خواہ سابقین ہوں یالاحقین، اور یہ بھی قرآن عظیم سے ہی پوچھ دیکھئے کہ مولیٰ عزوجل جس سے بھلائی کا وعدہ فرماچکا اُس کے لیے کیا فرماتا ہے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ, لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ, لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾.

بے شک جن سے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دُور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سُنیں گے اور وہ اپنی من مانتی مرادوں میں ہمیشہ رہیں گے، اُنہیں غم میں نہ ڈالے گی بڑی گھبراہٹ، فرشتے ان کی پیشوائی کو آئیں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا۔

سچا اسلامی دل اپنے رب عزوجل کا یہ ارشاد عام سن کر کبھی کسی صحابی پر نہ سوءِ ظن کر سکتا ہے نہ اس کے اعمال کی تفتیش، بفرض غلط کچھ بھی کیا تم حاکم ہو یا اللہ، تم زیادہ جانو یا اللہ؟: ﴿ أَأَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ﴾. دلوں کی جاننے والا سچا حاکم یہ فیصلہ فرما چکا کہ مجھے تمہارے سب اعمال کی خبر ہے میں تم سے بھلائی کا وعدہ فرما چکا۔ اس کے بعد مسلمان کو اس کے خلاف کی گنجائش کیا ہے، ضرور ہر صحابی کے ساتھ حضرت کہا جائے گا، ضرور رضی اللہ تعالٰی عنہ کہا جائے گا، ضرور اس کا اعزاز و احترام فرض ہے، ﴿ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴾"[10]۔

دوسرے مقام پر فرمایا: "صحابہ کرام کو دو قسم کیا ایک وہ کہ قبل فتح مکہ جنہوں نے راہِ خدا میں خرچ و قتال کیا دوسرے وہ جنہوں نے بعد فتح پھر فرمادیا کہ دونوں فریق سے اللہ عزوجل نے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی فرمادیا کہ اللہ کو تمہارے کاموں کی خوب خبر ہے کہ تم کیا کیا کرنے والے ہو باینہمہ اس نے تم سب سے حسنٰی کا وعدہ فرمایا۔ یہاں قرآن عظیم نے ان دریدہ دہنوں، بیباکوں، بے ادب، ناپاکوں کے منہ میں پتھر دے دیا جو صحابہ کرام کے

---

(10) فتاوی رضویہ، ج29، ص227۔

افعال سے اُن پر طعن چاہتے ہیں وہ بشرطِ صحت اللہ عزوجل کو معلوم تھے پھر بھی اُن سب سے حسنٰی کا وعدہ فرمایا، تو اب جو معترض ہے اللہ واحد قہار پر معترض ہے جنت و مدارج عالیہ اس معترض کے ہاتھ میں نہیں اللہ عزوجل کے ہاتھ ہیں معترض اپنا سر کھاتا رہے گا اور اللہ نے جو حُسنی کا وعدہ اُن سے فرمایا ہے ضرور پورا فرمائے گا اور معترض جہنم میں سزا پائے گا وہ آیہ کریمہ یہ ہے: ﴿ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴾.

اے محبوب کے صحابیو! تم میں برابر نہیں وہ جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ و قتال کیا وہ رُتبے میں بعد والوں سے بڑے ہیں، اور دونوں فریق سے اللہ نے حُسنی کا وعدہ کر لیا، اور اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کرنے والے ہو"[11]۔

اب جن کے لیے وعدہ حسنی فرمایا قرآن سے ہی سن لیجئے کہ اس پر کیا مرتب ہے؟ اعلی حضرت فرماتے ہیں: "اب جن کے لیے اللہ کا وعدہ حسنٰی کا ہو لیا اُن کا حال بھی قرآن عظیم سے سنئے: ﴿ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَى أُولَئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ, لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خَالِدُونَ, لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴾.

---

(11) فتاوی رضویہ، ج29، ص279۔

بے شک جن کے لیے ہمارا وعدہ حُسنٰی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں اس کی بھنک تک نہ سُنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے۔ وہ بڑی گھبراہٹ قیامت کی ہلچل انہیں غم نہ دے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہے تمہارا وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

یہ ہے جمیع صحابہ کرام سید الانام علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے قرآن کریم کی شہادت امیر المومنین مولٰی المسلمین علی مرتضٰی مشکل کشا کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم قسم اول میں ہیں جن کو فرمایا: ﴿ أُولَئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً ﴾. اُن کے مرتبے قسم دوم والوں سے بڑے ہیں، اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالٰی عنہم قسم دوم میں ہیں، اور حسنٰی کا وعدہ اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل "[12]۔

یہ ہے جمیع صحابہ سے قرآن کی بشارت، اور یہ تمام بشارتیں سب کو شامل ہیں۔ اب کیا فرمائیں گے، قرآن نے فرمایا: "وہ بھنک تک نہ سنیں گے"۔ یہ نص ہے اب اس کی دلالت ظنی ہے یا قطعی؟ یہ نتیجہ آپ پر ہے کہ ابتداء ہے یا نہیں؟ اگر آپ نہیں کہیں تو خلفِ وعد لازم آئے گا۔

مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ نے اسی عقیدے کو بیان فرمایا: " تمام صحابہ کرام اعلٰی و ادنٰی (اور ان میں ادنٰی کوئی نہیں) سب جنتی ہیں، وہ جہنم کی بِھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من

---

(12) فتاوی رضویہ، ج29، ص279۔

مانتی مرادوں میں رہیں گے، محشر کی وہ بڑی گھبراہٹ انھیں غمگیں نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ تھا، یہ سب مضمون قرآنِ عظیم کا ارشاد ہے"(13)۔

تحشیتی: جب قرآن نے فرمایا کہ جن کے لیے وعدہ حسنی ہے وہ جہنم تک نہ سنیں گے یعنی آواز تک نہ سنیں گے، یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ دخول اوّلی بھی نہ ہو گا، ورنہ یہ موقف نصِ قرآنی کے معارض ہو گا، اور ہم بتا چکے ہیں خلفِ وعد بالاتفاق جائز نہیں اور یہاں پر وعدہ ہے۔

اور اعلی حضرت کی عبارت سے جو دھوکہ دیا تو اعلی حضرت نے جمیع صحابہ کے الفاظ فرمائے۔اور ایک مقام پر فرمایا: ہر ہر صحابی کے لیے یہ وعدہ ہے۔

تابعی سے پوچھتے ہیں، امام ابی الحسن علی بن احمد واحدی نیشا پوری متوفی 466ھ الوسیط فی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں "أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمد التميمي، أنا عبد الله بن محمد بن جعفر بن حيان، نا الوليد بن أبان، نا الفضل بن حماد، نا عبد الله بن صالح، حدثني خالد بن حميد، عن أبي صخر حميد بن زياد، قال: قلت لمحمد بن كعب القرظي يوما: ألا تخبرني عن أصحاب رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فيما كان من رأيهم؟ وإنما أريد الفتن. فقال: إن الله قد غفر لجميع

---

(13) بہار شریعت، ج1، ص254۔

أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وأوجب لهم الجنة في كتابه، محسنهم، ومسيئهم.

قلت: في أي موضع أوجب لهم الجنة في كتابه؟ فقال: سبحان الله، ألا تقرأ قوله تعالى: والسابقون الأولون إلى آخر الآية، فأوجب الله لجميع أصحاب النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الجنة والرضوان"[14].

انہی کی دوسری تفسیر البسیط میں بھی ہے۔اسی طرح زاد المسیر لابن جوزی میں ہے۔

الدلائل النقلية من الحديث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:« لاَ تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِي أَوْ رَأَى مَنْ رَآنِي»[15].

اس حدیث پاک کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ مرآۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: "یعنی جس نے بحالت ایمان مجھے دیکھا اور ایمان پر ہی اس کا خاتمہ ہوا وہ دوزخ سے محفوظ رہے گا۔۔۔خیال رہے کہ سارے صحابہ جنتی ہیں مگر عشرہ مبشرہ وہ ہیں جنہیں ایک حدیث نے جمع فرمایا ورنہ سارے صحابہ جنتی ہیں"[16]۔

---

(14)الوسیط،ج2،ص520۔

(15)سنن الترمذی،حدیث(3858)۔

(16)مرآۃ المناجیح،ج8،ص257۔

مسلمان سے نار کی نفی کی جارہی ہے بغیر کسی قید و شرط کے، تو جو جو صحابی ہو گا اس کے لیے بھی یہ ثابت ہے۔

یہ حکم صحابي کے لیے ثابت ہے، صحابی کلی طبعی ہے، کلی طبعی کے بارے میں راجح موقف یہ ہے کہ اپنے افراد کے ضمن میں خارج میں پائی جاتی ہے، جیسا کہ افلاطون کا موقف ہے۔

دوسرے مقام پر فرمایا: « طُوبَى لِمَنْ رَآنِي وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَلِمَنْ رَأَى مَنْ رَأَى مَنْ رَآنِي وَآمَنَ بِي»(17).

متعدد مفسرین نے طوبی کی تفسیر جنت سے کی ہے۔

تیسرے مقام پر فرمایا: « لَنْ تَمَسَّ النَّارُ مُسْلِمًا رَأَى مَنْ رَآنِي»(18).

النكرة في سياق النفي للعموم وضعاً، امام عراقی اس کی شرح میں فرماتے ہیں: "سواء أكان النافي ما أو لم أو لن أو ليس أو غيرها"(19).

تو معلوم ہوا نکرہ تحت النفی ہو اس سے عمومیت کا فائدہ حاصل ہو گا، اب جب یہ قرآن و حدیث سے مؤید ہوا تو اس کے لیے کیا مانع ہے عمومی بشارت مراد لیا جائے۔

---

(17) المستدرک للحاکم، حدیث (6994)۔

(18) السنۃ لابن ابی عاصم، حدیث (1484)۔

(19) الغیث الہامع فی شرح جمع الجوامع, ص 281۔

ان حدیثوں کا لازم نتیجہ کیا ہے؟ یقیناً یہ ظنی الثبوت و ظنی الدلالت ہیں مگر یہ مؤید ہو گئی تفسیر من القرآن سے، لہذا یہ ضروریات اہل سنت تو قرآن سے ہی ثابت ہے۔ علمِ طمانینت اس سے ضرور حاصل ہو گا جو ظنی کا فرد ہے اور ملحق بقطعی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ صرف کا ابتدائی طالب علم بھی جانتا ہے کہ "لَن" مستقبل میں نفی تاکید کا معنی پیدا کرتا ہے۔ اس آیت میں تابید والا معنی ہے کہ نہیں۔ اس میں اصولیین کا اختلاف ہے کہ بغیر کسی خارجی قرینے کے نہیں ہو گا۔ مگر یہاں پر نصوص صراحتاً موجود ہیں لہذا تابیدی معنی حاصل ہو گا۔

شیخ محقق لمعات التنقیح میں فرماتے ہیں: **"كل صحابي وتابعي بل كل مسلم في الجنة"**[20].

یہاں شیخ محقق نے " **كل صحابي في الجنة**" فرمایا۔ یہی نعرہ تھا کہ "ہر صحابیِ نبی جنتی جنتی"۔ آپ کو صدی ڈیڑھ صدی میں اس کا وجود نہ ملا مگر شیخ محقق کیا اسی صدی کے تھے؟! بلکہ شیخ محقق نے تو مستقل ایک رسالہ لکھا "تحقیق الاشارۃ بتعمیم البشارۃ"، اس میں متعدد مقامات پر اس بات کی تصریح کی بلکہ رسالہ کے عنوان سے ہی واضح ہے۔

الحجۃ فی بیان المحجۃ و شرح عقیدۃ اہل السنۃ میں فرماتے ہیں: " **مَنْ أَحَبَّ جَمِيعَ أَصْحَابِي، وَتَوَلَّاهُمْ، وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ، جَعَلَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَهُمْ فِي الْجَنَّةِ**"[21].

---

(20) لمعات التنقیح، ج4، ص257۔

تخشیتی: حدیث پاک میں صحابہ سے محبت کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت ہے تو جن سے محبت کی جارہی ہے ان کے لیے عدمِ دخول کے اعتبار سے شکوک وشبہات پیدا کرنا اہل سنت کا منہج نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی جیسی عظیم ہستی کہ جب لفظ "حافظ" آئے تو ابن حجر عسقلانی مراد ہوتے ہیں، جو بڑے بڑے ائمہ و محدثین کے استاذ ہیں، وہ الاصابہ میں بھی یہی فرماتے ہیں۔

علامہ زرقانی لکھتے ہیں: " كان الصحابة المقطوع لهم بالجنة"[22].

امام آجری فرماتے ہیں: " رضي الله تعالى عنهم وعن جميع الصحابة الذين ضمن الله لهم في كتابه أنه لا يخزيهم , وأنه يتم لهم نورهم يوم القيامة , ويغفر لهم"[23].

تخشیتی: حالانکہ امام آجری نے باب کا جو عنوان قائم کیا وہ "ذكر شهادة للعشرة بالجنة" ہے مگر مابعد اس کے تعمیم پیدا کردی جیسا کہ عبارت سے واضح ہے۔
لگتا ہے موصوف کو بشرط الموضوع اور بشرط المحمول سمجھنے کی ضرورت ہے۔

---

(21) فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل، حدیث (489)؛ شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، حدیث (2337)؛ الحجۃ، ص 448۔

(22) شرح الزرقانی علی المواہب، ج 4، ص 332۔

(23) الشریعۃ للآجری، ج 4، ص 1695۔

الدلیل من السواد الاعظم

اجماع کی تین قسمیں ہیں:

(1) اجماع قولی۔

(2) اجماع فعلی۔

(3) اجماع سکوتی۔

تمام صحابہ کے جنتی ہونے پر تمام اہل سنت کا اجماع اجماعِ سکوتی ہے۔اور عقلی طور پر بھی ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے تو تمام صحابہ جنتی ہیں۔ مؤلف ایک حوالہ بھی پیش نہ فرما سکے کہ تمام صحابہ کے جنتی ہونے کا عقیدہ درست نہیں۔

ہم نے قرآن اور مفسرین کے اقوال سے ثابت کیا کہ تمام صحابہ جنتی ہونے کا عقیدہ ائمہ واسلاف کا عقیدہ ہے۔

ایک محاورہ ہے:

سکت ألفاً

نطق خلْفاً

میں مؤلف سے عرض کروں گا کہ صحابہ کی ذوات مقدسہ کے متعلق سوء فہم پیش نہ کرے۔

الدلائل من علم الکلام

الفرائد فی حل شرح العقائد لابن ابي شريف میں ہے:" قد وردت نصوص في آخرين من الصحابة نشهد لهم من الجنة مستندين إلى تلك النصوص"[24].

اب مصنف فرمارہے ہیں کہ ہم دوسری نصوص کی ذریعے دوسرے کے جنت میں ہونے کی بھی گواہی دیتے ہیں جیسے شہداءِ احد، اہلِ بدر، اہلِ بیعتِ رضوان۔ جس طرح ان عمومی نصوص سے سب کے لیے استدلال ہے اسی طرح قرآن کی عمومی نصوص سے سب صحابہ کے جنتی ہونے کا استدلال ہے۔

معلوم ہوا خود صاحبِ عقائد کی عبارت توجیہ وتاویل کی حامل ہے یا درست ہی نہیں۔

جیسا کہ علامہ بقاعی فرماتے ہیں:"ليس كما قال بل نشهد بالجنة لغير من ذكر من الصحابة بأعيانهم وردت فيهم أحاديث الصحيحة كعبد الله بن عمرو بن حرام وغيرهم, ممن استشهد بأحد وهم سبعون ونزلت فيهم:﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾. وكذا اهل بير معونة الذين يسمون القراء وهم أيضاً سبعون رجلاً وكذا جعفر بن أبي طالب وزيد بن حارثة وعبد الله بن رواحة وأمثالهم من الصحابة عنهم وعن بهم وحشرنا معهم منهم في الصحيح, عبد الله بن سلام وثابت بن قيس بن شماس وجعفر بن أبي طالب بن طيار وسعد بن معاذ وخديجة وعكاشة واهل بير معونة

---

(24)الفرائد، ص511۔

وإبراهيم ابن النبي, أن له مرضعاً[25] في الجنة والغلام يهودي الذي كان يخدم النبي فأسلم عند موته فقال: الحمد لله الذي أنقذه بي من النار, وعائشة رضي الله عنه وحارثة بن ربيع الأنصاري وأبو عامر الأشعري وأبو موسى الأشعري وامرأة كانت تسرع وتكشف والرميصا امرأة أبي طلحة وبلال وعمير بن حمام وعبد أسود"[26].

علم الکلام کی کتابیں مشحون کہ صحابہ کی فضیلت اور مرتبوں میں تفاوت ہے، خلفاءِ اربعہ، عشرہ مبشرہ، اہل بدر، بیعتِ رضوان وغیرھم پھر باقی صحابہ۔

کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ باقی صحابہ کے جنتی ہونے کا نظریہ درست نہیں یا اہل سنت کا نہیں، موصوف کی اپنی اختراع ہے اور استدلال فاسد و باطل ہے۔

علامہ پرہاروی کا نظریہ دوسری کلی میں آرہا ہے۔

علامہ حسن سنبھلی ولا نشھد پر کلام فرماتے ہیں: **"فيه أنه قد ورد بغير هؤلاء بأعيانهم أيضاً كثيراً فوجب الشهادة كما عند مسلم في جدنا عبد الله بن سلام أنه في الجنة وقد ورد أنه عاشر عشرة وكذا الخديجة وعائشة وجميع أهل بدر والحديبية بل أثبت ابن حزم أن الصحابة كلهم في الجنة"**[27].

---

(25) مبطوعہ نسخے میں اسی طرح ہے مگر صحیح عبارت "موضعاً" ہے۔

(26) النکت علی شرح العقائد للبقاعی، ص728۔

(27) نظم الفرائد, ص240۔

علامہ حسن سنبھلی تمام صحابہ کے جنتی ہونے کو ابن حزم ہی کی طرف منسوب کیا مگر اس نظریہ کو رد نہیں فرمایا۔ ضروری نہیں کہ کسی بد عقیدہ شخص نے کوئی بات کہی اور وہ شریعت سے متصادم ہو کیونکہ یہ قول قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور ائمہ کے اقوال سے ثابت ہے لہذا اخذ کر لینے میں حرج نہیں۔

علامہ عبد القاہر بغدادی اصول الدین میں فرماتے ہیں: **"أويس القرني رضي الله عنه أنه من أهل الجنة لورود الخبر بأنه خير التابعين"**[28].

علامہ بغدادی اویس قرنی رحمہ اللہ کو جنتی فرمارہے ہیں نام لے کر صرف خیر التابعین ہونے کی وجہ سے تو جو صحابہ ہیں ان کی فضیلت و مقام مسلمہ ہے ان کے لیے محمول کا ثبوت بدرجہ اتم ثابت ہو گا۔

آپ اسی مقام کا اگر مطالعہ فرمائیں تو علامہ نے ائمہ اربعہ کو بھی جنتی فرمایا۔

---

(28)اصول الدین، ص289۔

دوسری کلی

مؤلف کے حوالہ جات ودلائل اوران کارد

مؤلف نے صفحہ نمبر 2پر لکھا:

قال: نعرے قوموں کا شعار ہوا کرتے ہیں۔ لہذا کوئی بھی نعرہ لگانے سے قبل اس کی لفظی و معنوی صحت کو ہر پہلو سے دیکھنا ضروری ہے۔

اقول: شعار علامت پہچان کو کہتے ہیں، شعار ضروریات دین میں سے بھی ہو سکتا ہے اور ضروریات اہل سنت سے بھی ہو سکتا ہے، ہم مقدمہ اول میں ثابت کر چکے ہیں کہ ضروریات دین ہونے کی حیثیت اور ضروریات اہل سنت ہونے کی حیثیت سے۔

یہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہے اب یہ نعرہ شعار ہو گا یا نہیں؟، اگر نہیں تو اس کا مصدر اور مأخذ کیا ہے؟ کیونکہ مصنف نے نقل کا التزام کیا ہے نہ کہ استدلال کا، ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے کہ صحابہ جنتی ہونے کا قول اہل سنت کا نہیں، حضرت امیر معاویہ کے جنتی ہونے کا قول اہل سنت کا نہیں۔

قال: دفاع صحابہ کی آڑ میں ایسے نعرے لگنے لگے جو اہل سنت کی فکر کا حصہ نہیں، بے گناہ بے خطاء معاویہ کی سیاست زندہ باد کبھی علی معاویہ بھائی بھائی کا نعرہ سننے کو ملتا ہے کبھی ابو سفیان و معاویہ جنتی ہونے کا نعرہ۔

اقول: مولانا صحابہ کے جنتی ہونے کو اہل سنت کی فکر نہیں یہ سلب اہل سنت کا حصہ ہیں، جناب اس کی سلب ہے نہ کہ جو آپ کررہے ہیں، یہ نعرہ قرآن سے بھی ثابت ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہے۔

بشارت کی دو قسمیں: (1): **بشارت بالخصوص**۔(2): **بشارت بالعموم**۔ صحابہ جنتی ہیں تو امیر معاویہ وابی سفیان کے صحابی ہونے پر کلام ہے تو کھل کر بیان کرے تاکہ اس کا جواب لکھا جاسکے۔ اگر صحابی ہے تو وہ بھی اس بشارت کا حصہ ہے باقی قطعی الثبوت و قطعی الدلالۃ کے تو ہم بھی قائل ہیں، اللہ کی مشیئت پر سب کچھ موقوف ہوگا۔

باقی رہا سیاست معاویہ زندہ کا نعرہ تو یہ جملہ وضاحت طلب امر تھا، حضرت علی کا مقابل بناکر یہ نعرہ ایہامی غیر شرعی ہوگا، ورنہ فی نفسہ یہ نعرہ درست ہے۔اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں اگر درست نہیں تو بیان کیا جائے کہ حضرت امیر معاویہ کی سیاست میں کیا خرابی تھی؟ جس کی وجہ سے یہ نعرہ درست نہیں۔

قال: موصوف نے صفحہ 3 پر کہا ہے کہ یہ نعرہ اختراعی ہے یعنی من گھڑت ہے،

اقول: آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ یعنی صحابہ ہی مشکوک کرنا چاہتے ہیں اگر وہی ذوات مشکوک ہوگئی تو اسلام پر حملہ درست ہوگا، جو اہل روافض کا موقف ہے اس کو تقویت ملنے میں آپ کا مضمون مدد دے گا۔

قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اچھے اور عدل وثقہ۔

اقول: نقی نقی کا نتیجہ لازم کیا ہے؟! جب آپ نے یہ اوصاف تسلیم کر لیے تو ان کا لازمہ اور کیا ہے اور نعرہ کا وجود اس کا پس منظر بھی دیکھنا چاہئے دوسرا جو آپ نے کہا یہ بتانے کی ضرورت ہے اس کا کس نے انکار کیا ہے، عوامی انداز سے بھی اگر آپ تعبیر کر کے سمجھ لیتے تو سمجھ میں آجاتی مگر جب قلوب میں کسی شی کا قرار ہونے لگتا ہے تو وہ مفاسد کی طرف لے جاتی ہے۔

وصف محمول ہو گا، تو لازمہ نتیجہ لا تمس النار ہو گا موضوع کے لیے۔

قال: آپ نے صفحہ 4 پر کہا: مولا علی مشکل کشا ہیں۔

اقول: آپ نے کہا یہ عقائد بتائے جاتے، واہ! اس سے قبل کچھ وضاحت کروں، اپنی وضاحت دے دوں کہ میں مولا علی کو مشکل کشا جانتا بھی ہوں اور سمجھتا بھی بلکہ باقیوں کو بھی سمجھتا ہوں مگر آپ سے سوال ہے کہ یہ عقیدہ اہل سنت کا کب سے بنا ہے؟ کہ وہ مشکل کشا ہیں؛ کیونکہ آپ نقل کا التزام کرتے ہیں، اور صدی ڈیڑھ صدی کا کوئی اعتبار نہیں کرتے آپ خود مجتھد ہو گئے کہ صدی ڈیڑھ صدی کے علماء آپ کو علماء نظر نہیں آتے یہ ایک الزامی بات نہ کہ ایک عنوان سے بحث۔

قال: طرفداری اہل بیت کی کریں گے۔

اقول: حوالہ تو دے دیتے، میں جانتا ہوں آپ نے حوالہ کیوں نہیں دیا، مگر یاد رکھنا امام نے فرمادیا ہے بے جا حمایت کرنا۔۔۔ تو بے جا حمایت ہم حضرت علی کی بھی نہیں کر سکتے باقی یہ جملے کچھ ثقیل ضرور ہیں چاہے کوئی بھی لکھے۔

قال: جوابی طور پر میں باب استدلال میں داخلہ کے بجائے نقل کا التزام کیا ہے۔۔۔۔

الخ۔

اقول: شاید موصوف کو نقل واستدلال کے الفاظ تو یاد رہے مگر اس کا مفہوم یاد نہیں

رہا یا اختلاط ہو گیا ہے۔

نقل واستدلال میں کیا فرق ہے؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مصنف کے علاقہ میں مترادف

ہوں۔

قال: صفحہ 5 پر ہے کہ مجھ سے کچھ دوستوں نے دو قسم کے نعروں کے بارے میں پوچھا: اول تو ہر صحابی نبی جنتی جنتی، دوسرا مخصوص صحابہ کا نام لے کر جنتی جنتی۔۔۔ الخ۔

اقول: اس کو من پسند اور اختراع سے تعبیر کیا۔ قارئین دیکھتے ہیں کہ دعوی اور دلیل میں کتنا ربط ہے؟ دعوی ہے: "ہر صحابی نبی جنتی جنتی" ہے جس پر موصوف ایک حقیقت یا حوالہ بھی نہ پیش کر سکے ویسے تو نقل کا التزام تھا استدلال تو کرنا ہی نہ تھا۔

قال: لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے پاکستان کے اہل سنت اہل بیت اور صحابہ کرام کے معاملہ میں عجیب کشمکش کا شکار ہیں، جیسے رافضی بد بختوں کا طریقہ رہا ہے کہ وہ اہل بیت کرام، بلکہ یوں کہیں کہ من پسند اہل بیت کرام کو حد سے بڑھانے اور صحابہ کرام کی شاہ گھٹانے کو ہی اصل دین سمجھتے ہیں، کچھ ایسے ہی اہل سنت کہلانے والے بعض طبقات نے بھی روش اپنا لی۔۔۔ لیکن ان کا طریقہ رافضیوں کے طریقے کے الٹ ہے، اہل بیت کے ذکر کو شجرہ ممنوعہ

کی سی حیثیت دینے لگے ہیں اور صحابہ کرام میں سے بعض ہستیوں کے بارے میں غلو سے کام لیا جارہا ہے۔

اقول: مصنف نے قیاس استثنائی اور قضیہ استدراکیہ سے کام لیا کہ ما قبل والے لوگ تو غلط ہیں مگر یہ ان سے بھی زیادہ غلط ہیں اور صحابہ کا ذکر ہمارے ایمان کی نشانی ہے مگر مواقع ہوتے ہیں، آپ نے تو غلو کی حد کردی، کون سے لوگ ہیں جو شجرہ ممنوعہ کی حیثیت دیتے ہیں؟ ایسا شخص مشکوک ہے، مگر جو صحابہ کے بارے میں ایسا کہے کہ غلو سے کام لیا جارہا ہے کون سا غلو ہے اہل سنت کے نظریات کو بیان کرنا غلو ہے تو پھر کس کو بیان کیا جائے۔ معذرت دونوں میں غلو نہیں ہونا چاہئے مگر ہم راہ اعتدال کے حامل ہیں صراط مستقیم کے مسافر ہیں۔اہل بیت کے حوالے سے بھی غلو سے نام لینے والے ہماری صفوں میں ہیں، اس پر کام کرلیا ہوتا تو زیادہ افادیت کا حامل ہوتا ہے آپ کو عرفان شاہ صاحب اور حنیف قریشی جیسے لوگ نظر نہیں آئے کیونکہ یہ تو آپ کی فکر کے عین مطابق ہیں چاہے اہل سنت کی فکر ہو یا نہ ہو۔

قال: نظریات میں اضافہ کرتے ہوئے چند نعرہ اپنے نظریات کا حصہ بنائے الخ

اقول: یعنی کہ مصنف کو اعتقاد کا بھی علم نہیں کہ اہل سنت کی معتقدات کیا ہے صحابہ کو جنتی کہنا، ماننا قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا بالعموم اور بالخصوص دونوں اعتبار سے۔

ہر صحابہ نبی جنتی تو آپ بتاتے کہ بعض صحابہ جنتی نہیں، یہ نعرہ اہل سنت کے مطابق ہے یا نہیں ؟ اگر ہے تو آپ شروع کریں اہل سنت کی فکر کے مطابق نعرہ آپ کو بشرط المحمول اور بشرط الموضوع والا قاعدہ بھی یاد ہو گا۔

باقی قضیہ شخصیہ میں سے آپ کو تکلیف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور ابو سفیان سے ہے کسی ایک کتاب کا حوالہ دیں کہ یہ نعرہ اہل سنت کا نعرہ نہیں اور اہل سنت کی فکر کا حصہ نہیں اور نہ ہی بشارت میں داخل۔

یقیناً آپ کو کوئی شک نہیں رہا کہ ہر صحابی نبی جنتی ہے تو جب کبری حل ہے تو جزئی کا استخراج وصفِ صحابیت کے ساتھ خود ہی ہو جائے گا۔

قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن صحابہ کا نام لے کر جنتی کہا ہم بھی ان کا نام لے کر جنتی کہتے گئے جیسے عشرہ مبشرہ سیدہ زہرہ، سیدہ عائشہ وغیر ہم۔

اقول: افضل ترین تھے نہیں مگر ان افضل ترین کا پتہ نہیں جنت میں جائیں گے یا نار میں معاذ اللہ! کیونکہ کل کو آپ کہیں گے کہ یہ تو اخبار آحاد ہیں یہ نعرہ بھی تو نہیں لگا سکتے۔

قال: جنت ایک غیبی امر ہے۔

اقول: جی بالکل مگر نفوس قدسیہ کے لیے بشارت عظمی آچکی ہے ہے اس کے تحت داخل ہیں ویسے بھی آپ کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ، امام جعفر صادق بارہ امام بالخصوص اور دوسرے امام حضرت عباس، حضرت عقیل، امام شافعی، غوث اعظم، خواجہ اجمیر، اعلی حضرت پتہ نہیں جنتی ہیں یا نہیں۔ کیونکہ آپ کو کچھ نہیں پتا کیونکہ یہ نعرہ ایک غیبی امر ہے نہ

ہی ان کے اعمال اس بات دال کہ آپ یہ کہیں کہ وہ جنتی تھے۔یقیناً آپ کے سامنے جب کسی نے کہا ہو گا آپ نے فوراً اس کو رد کیا ہو گا کہ یہ نعرہ اہل سنت کا نہیں، محل نظر ہے اور فکر اہل سنت بھی نہیں اور نظریات میں سے نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مجھے علم نہیں کہ آپ کے والدین صاحب باحیات ہیں یا نہیں اللہ کرے باحیات ہوں اللہ ان کو بھی زندگی دے، اگر نہیں تو مغفرت فرمائے اور جب سامنے کسی نے ان کو کہا ہو گا کہ وہ جنتی ہیں تو آپ نے فوراً منع کیا ہو گا کہ یہ مت کہو یہ فکر اہل سنت کی نہیں کہ ان کو جنتی کہا جائے، والی اللہ المشتکی۔

کتب اہل سنت اس فکر کی تصریح و تلمیح سے بھری پڑی ہیں۔ مگر افسوس کہ مؤلف کے دعوی خاص اور دعوی عام کے ہے ایک حوالہ بھی نہ ملا مگر 73 صفحات میں ایک حوالہ بھی نہ پیش کر سکے۔

باقی سارے کام فکر اہل سنت کے مطابق کرتے ہیں اس لیے مصنف کبھی بولتے نہیں اور یہ کام فکر اہل سنت کے منافی کیا مصنف کو 73 صفحات کالے سیاہ کرنے پڑے۔

تقریب ناقص تو یاد ہی ہو گی کچھ ان کی کتاب میں بھی تقریب ناقص ہی رہی۔

قال: باب لا یشھد لا حد بجنۃ ولا نار الا لمن شھد لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔ الخ

اقول:

شارحین کا تبصرہ

عمدۃ القاری میں ہے:" قال الداودي: ما يفعل بي وهم، والصواب: ما يفعل به، أي: بعثمان، لأنه لا يعلم من ذلك إلا ما يوحى إليه. وقيل: قوله: (ما يفعل بي) ، يحتمل أن يكون قبل إعلامه بالغفران له، أو يكون المعنى: ما يفعل بي في أمر الدنيا مما يصيبهم فيها. فإن قلت: عثمان هذا أسلم بعد ثلاثة عشر رجلا، وهاجر الهجرتين، وشهد بدرا، وهو أول من مات من المهاجرين بالمدينة، وقد أخبر النبي صلى الله عليه وسلم بأن أهل بدر غفر الله لهم. قلت: قد قيل: بأن ذلك قبل أن يخبر أن أهل بدر من أهل الجنة"(29).

علامہ عینی کی شرح غور سے پڑھیں وہ اسے منسوخ فرمارہے ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایاً:" فإن قلت: هل ينفع الثناء على الميت بالخير وإن خالف الواقع أم لا بد أن يكون الثناء عليه مطابقا للواقع؟ قلت: قال شيخنا زين الدين، رحمه الله: فيه قولان للعلماء أصحهما أن ذلك ينفعه، وأن لم يطابق الواقع لأنه لو كان لا ينفعه إلا بالموافقة لم يكن للثناء فائدة"(30).

حدیث میں ثناء سے منع فرمایا، اس کے حوالے سے دو قول نقل کیے، ثناء کرنا جوام العلاء نے فرمائی اس کے حوالہ سے جواز کا قول نقل کیا۔

---

(29)عمدۃ القاری ج8، ص16۔

(30)عمدۃ القاری،ج8، ص197۔

ایک اور مقام فرمایا:" قال الكرماني: فإن قلت: معلوم أنه مغفور له ما تقدم من ذنبه وما تأخر، وله من المقامات المحمودة ما ليس لغيره. قلت: هو نفي للدراية التفصيلية والمعلوم هو الإجمالي. قوله: ما يفعل بي وفي الحديث الآتي: ما يفعل به. قال الداودي: الأول ليس بصحيح والصحيح هذا لأن الرسول لا يشك، قال: أو قال ذلك قبل أن يخبر بأن أهل بدر يدخلون الجنة"[31].

علامہ کرمانی بھی حدیث کے منسوخ ہونے اشارہ فرمارہے ہیں۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں:" (والله ما أدري –وأنا رسول الله ما يفعل بي) ولا بكم، هو موافق لما في سورة الأحقاف.

وكان ذلك قبل نزول آية الفتح {لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ} [الفتح: 2] لأن الأحقاف مكية، والفتح مدنية بلا خلاف فيهما، وكان أولاً لا يدري لأن الله لم يعلمه، ثم درى بأن أعلمه الله بعد ذلك. أو المراد: ما أدري ما يفعل بي، أي في الدنيا من نفع وضر، وإلاّ فاليقين القطعي بأنه خير البرية يوم القيامة، وأكرم الخلق. قاله القرطبي، والبرماوي... وأما قول البرماوي، كالكرماني والزركشي، وسيأتي في سورة الأحقاف: إنها منسوخة بأوّل

---

(31)عمدۃ القاری،ج24،ص145۔

سورة الفتح، تعقبه في المصابيح بأنه خبر، وهو لا يدخله النسخ، فلا يقال: فيه: منسوخ وناسخ"[32].

دونوں باتیں نقل کردیں، معلوم ہوا حدیث مطلق پر محمول نہیں، اور میں نے خیانت سے کام نہیں لیا۔

ایک اور مقام پر فرمایا:" (والله إني لأرجو له الخير، والله ما أدري وأنا رسول الله ماذا يفعل بي) ولا بكم وهذا قاله قبل نزول آية الفتح ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر. وقال في الكواكب فإن قيل: معلوم أنه –صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ– مغفور له ما تقدم من ذنبه وما تأخر وله من المقامات المحمودة ما ليس لغيره. قلت: هو نفي للدراية التفصيلية والمعلوم هو الإجمالي"[33].

الکواکب الدراری میں ہے:" فان قلت معلوم أنه صلى الله عليه وسلم مغفور له ما تقدم وما تأخر وله من المقامات المحمودة ماليس لغيره قلت هو نفي للدراية التفصيلية والمعلوم هو الإجمال"[34].

مصابیح الجامع میں ہے:" قال الزركشي: وسنذكر في سورة الأحقاف أما منسوخة، ناسخُها أولُ سورة الفتح. قلت: يشير إلى قوله تعالى: {قُلْ مَا كُنْتُ

---

(32)ارشادالساری،ج2،ص377۔

(33)ارشادالساری،ج10،ص138۔

(34)الکوکب الدراری،ج24،ص112۔

بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ} [الأحقاف: 9]، وهذا خبر، فلا يدخله النسخ، نعم كان أولًا لا يدري؛ لأن الله لم يعلمه، ثمّ درى بأن أعلمه بعدَ ذلك، ومثل هذا لا يقال فيه منسوخ وناسخ، فتأمله"[35].

اللامع الصبیح:" (ما أدري ما يفعل بي)؛ أي: في الدُّنيا من نفْعٍ وضُرٍّ، وإلا فاليقين القطعيُّ بأنه خير البَرِيَّة يوم القيامة، وأكرمُ الخلق على الله تعالى، سيأتي في (سورة الأحقاف) أن ذلك منسوخٌ بأوَّل (سورة الفَتْح)"[36].

منحۃ الباری:" قال ذلك قبل نزول قوله تعالى: {لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ} [الفتح: 2] أو المراد: ما أدري ما يفعل بي في الدنيا من نفع وضرٍّ"[37].

شارحین کے گفتگو کے بعد معلوم ہوا کہ اس حدیث سے استدلال کرنا وہ بھی اصحاب کے حوالے سے درست نہیں۔

ماشاء اللہ آپ نے نقل پیش کرنی تھی استدلال تو کرنا نہیں تھا اس حدیث میں کہاں لکھا ہے کہ ہر صحابی نبی جنتی نہیں یا یہ نعرہ صحابی نبی جنتی جنتی درست نہیں۔

---

(35) مصابیح الجامع، ج3، ص211۔

(36) اللامع الصبیح، ج5، ص148۔

(37) منحۃ الباری، ج3، ص318۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام العلاء سے پوچھا کہ انہوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان۔

آپ نے یہ تعلیم بھی دی کہ کوئی اپنی طرف سے کسی کو جنتی یاناری نہ کہے جب تک کہ کوئی نص شامل نہ ہو یہ مطلب تھا۔۔۔۔الخ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایامیں تواپنے بارے میں بھی نہیں جانتاجیساکہ کہ حدیث کا جز ہے۔ جیساکہ مؤلف نے لکھاہے کہ یہ نسخ سے پہلے کا ہے توآپ نے حدیث کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ خودہی فرمادیا،توجب اللہ تعالی نے صحابہ کو بالعموم کاوعدہ فرمایاتو اللہ اپنے وعدے کاخلاف نہیں فرماتا،تونص ان کو بھی شامل ہو گی۔

آیات تو قطعی الثبوت ہونے میں شک نہیں مگر دلالت قطعی نہیں وہ ظنی الثبوت ہے یہاں دولحاظ ہیں، جنت کا وعدہ ہے یہ اس پر قطعی الدلالت ہے ابتداءً یاکب اس حوالے سے ظنی الدلالت ہے۔ مگراس کو قطعی کہنا درست ہے جیساکہ ہم اس کو پہلی کلی میں بیان کر چکے۔

یقین کی تین قسمیں ہیں۔اسی طرح ظن کی بھی تین قسمیں بنے گی۔

قطعی بمعنی الاخص، قطعی بمعنی الاعم اور قطعی بمعنی الخاص۔

ظنی بمعنی الاخص، ظنی بمعنی الاعم اور ظنی بمعنی الخاص۔

دوسرا مصنف نے کچھ خیانت بھی کی ہے پوری حدیث بیان نہیں کی۔ حدیث کے آگے جز بھی ہے اس صحابیہ نے خواب دیکھا جس کی تعبیر جنت ہے تعبیر ہے اور یہ ظنی ہے۔

قال: کسی بھی جنتی کو جنت میں جانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع لازم ہے۔

اقول: آپ کو صحابہ کی اتباع میں کیا شک ہے؟ جب خود قرآن نے ان کی اتباع کا حکم دیا۔ تو وہ متبعین سے تھے۔ یہ ظنی بات ہے ہم قطعی الثبوت قطعی الدلالت بھی قرآن سے بیان کر چکے تو وہ متبعین میں سے تھے۔

قطعی الثبوت و قطعی الدلالت ابتداءً بالخصوص والے اصحاب کے لیے بھی نہیں ہے اگر اس سے صرف نظر کیا جائے۔

قال: لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم قطعی آنے سے پہلے اپنے بارے میں بھی۔۔۔۔الخ

اقول: علم قطعی ہونا ضروری ہے انبیاء کے لیے تو دوسرے انبیاء کے متعلق کیا علم قطعی ہے؟ باقی انبیاء کی نبوت بھی قطعی طور پر ثابت نہیں ہو پائے گی من حیث النص، ضروریات دین کے لیے نص کا ہونا یا ذکر کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، اعلی حضرت فرماتے ہیں اعلام کے حوالے سے۔

قال: اس حدیث کے تحت ابن بطال اور ابن ملقن کی رائے حدیث ام العلاء ففیہ انہ لا یقطع لاحد من اھل القبلۃ بجنۃ ولا نار۔

اقول:

شارحین کا تبصرہ:

شرح المشکاۃ للطیبی میں ہے:" الحديث الثاني عن أم العلاء: قوله: ((لا أدري، وأنا رسول الله)) فيه وجوه:

أحدها: أن هذا القول منه حين قالت امرأة لعثمان بن مظعون – لما توفي –: هنيئا لك الجنة؛ زجرا لها على سوء الأدب بالحكم على الغيب، ونظيره قوله لعائشة رضي الله عنها حين سمعها تقول: طوبى لهذا، عصفور من عصافير الجنة: أو غير ذلك يا عائشة!.

وثانيها: أن يكون هذا منسوخا بقوله تعالى: {لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِكَ ومَا تَأَخَّرَ} كما ذكره ابن عباس في قوله تعالى: {ومَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي ولا بِكُمْ}.

وثالثها: أن يكون نفيا للدراية المفصلة دون المجملة.

ورابعها: أن يكون مخصوصا بالأمور الدنيوية من غير النظر إلى سبب ورود الحديث"[38].

علامہ ابو العباس قرطبیؒ لکھتے ہیں:" و(قول عائشة – رضي الله عنها – في الصبي الأنصاري المتوفى: عصفور من عصافير الجنة) إنما قالت هذا عائشة، لأنَّها بنت على أن كل مولود يولد على فطرة الإسلام، وأن الله تعالى لا يعذب حتى يبعث رسولا، فحكمت بذلك، فأجابها النبي صلى الله عليه وسلم بما

---

(38)شرح المشکاۃ للطیبی،ج11،ص3379۔

ذكر و(قوله: وهم في أصلاب آبائهم) لا يعارض ما تقدَّم من قوله أنه يكتب وهو في بطن أمه شقي أو سعيد؛ لما قدمناه من أن قضاء الله وقدره راجع إلى علمه وقدرته، وهما أزليان، لا أول لهما. ومقصود هذه الأحاديث كلها أن قدر الله سابق على حدوث المخلوقات، وأن الله تعالى يظهر من ذلك ما شاء لمن شاء متى شاء قبل وجود الأشياء. ومن باب: الآجال محدودة والأرزاق مقسومة"[39].

شیخ محقق لکھتے ہیں:" وبهذا ظهر أن الأوجه هو الوجه الثالث الذي ذكره الطيبي، وهو أن يكون (أو) بمعنى بل كما هو في قوله تعالى: {وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ} [الصافات: 147]، ومع ذلك المقصود المنع عن القطع بذلك، ثم ظاهر الحديث أن دخول الجنة والنار غير منوط بالأعمال، بل اللَّه سبحانه جعل من خلقه أهلًا للجنة عملوا الحسنات أو لم يعملوا، وكذلك جعل منهم أهلًا للنار عملوا السيئات أولم يعملوا، فهذا الصبي إن جعله اللَّه من أهل النار أدخله النار وإن لم يعمل سوءًا، فكيف تجزمين بأنه من أهل الجنة؟ لكن الذي عُلم من الدين وانعقد عليه الإجماع أن أطفال المسلمين في الجنة، وفي أطفال المشركين ثلاثة أقوال: الأول: الدخول في النار، والثاني:

---

(39)المفهم لما اشكل من تلخیص کتاب مسلم،ج6،ص679۔

التوقف، والثالث: أنهم من أهل الجنة، وهو الصحيح لأنه قد علم بالضرورة من الدين أن اللّٰه لا يعذب أحدًا بغير ذنب"[40].

اورام العلاء والی روایت میں کہاں لکھا ہے کہ یہ نعرہ درست نہیں یا اس کے جزئیات کا نعرہ درست نہیں یا صحابہ کا جنتی ہونا یہ نعرہ فکر اہل سنت کے خلاف ہے، حدیث کا فہم اللہ آپ کو عطا فرمائے۔

لفظ ہے لا یقطع کسی کے قطعی طور پر جنتی ہونا یا ناری ہونا نہیں کہہ سکتے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضروریات اہل سنت میں سے ہے، قطعی الثبوت و ظنی الدلالت آپ بات قطعی کی کر رہے ہیں ہم نے کب قطعی ہونے کا دعوی کیا ہے تعیینی یا شخصی۔ خود آپ نے ترجمہ اہل قبلہ سے کیا یعنی کہ اہل قبلہ میں سے کسی نے قطعی ہونے کی بات نہیں کی جائے گی تو بشارت والے اصحاب اھل قبلہ میں سے ہیں یا نہیں؟ مگر ہیں تو ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہے یا عبارت میں تخصیص ہے جیسا کہ آپ نے خود بیان کیا کہ مطلب یہ ہے کہ عبارت میں ترمیم ہیں

دوسری دلیل

قال: اسی طرح کا معاملہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے ساتھ پیش آیا، انصار کا ایک بچہ فوت ہو گیا، یارسول اللہ طوبی لھذا عصفور من عصفور الجنۃ لم یعمل ولم یدرکہ

---

(40)لمعات التنقیح، ج1، ص354۔

شارحین کا تبصرہ

طرح التثریب میں ہے:" (أحدهما) لعله نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير أن يكون عندها دليل قاطع على ذلك كما أنكر على سعد بن أبي وقاص في قوله إني لأراه مؤمنا فقال أو مسلما الحديث. (الجواب الثاني) أنه – عليه الصلاة والسلام – لعله لم يكن حينئذ اطلع على أنهم في الجنة ثم أعلم بعد ذلك، ومحل الخلاف في غير أولاد الأنبياء قال المازري: أما أولاد الأنبياء صلوات الله، وسلامه عليهم فالإجماع متحقق على أنهم في الجنة"[41].

مؤلف نے دوسری حدیث میں بھی خیانت کی اس میں بھی منسوخ ہونے کی طرف کلام ہے۔

اسی میں ہے:" وحكى النووي الأول عن إجماع من يعتد به من علماء المسلمين، والتوقف عن بعض من لا يعتد به، وقال، وأجاب العلماء عن حديث عائشة بأنه لعله نهاها عن التسرع إلى القطع من غير أن يكون عندها دليل قاطع كما أنكر على سعد بن أبي وقاص قوله «إني لا أراه مؤمنا قال أو مسلما» الحديث. قال ويحتمل أن النبي – صلى الله عليه وسلم – قال هذا قبل أن يعلم أن أطفال المسلمين في الجنة فلما علم قال ذلك في قوله – عليه

---

(41) طرح التثریب، ج3، ص252۔

الصلاة والسلام – «ما من مسلم يموت له ثلاثة من الولد لم يبلغوا الحنث إلا أدخله الله الجنة بفضل رحمته إياهم» وغير ذلك من الأحاديث انتهى.

وذكر المازري أن بعضهم ينكر الخلاف في ذلك لقوله تعالى {واتبعتهم ذريتهم بإيمان ألحقنا بهم ذريتهم} [الطور: 21] قال وبعض المتكلمين يقف فيهم، ولا يرى نصا قاطعا بكونهم في الجنة، ولم يثبت عنده الإجماع فيقول به، واستثنى قبل ذلك من الخلاف أولاد الأنبياء – عليهم السلام – وقال قد تقرر الإجماع على أنهم في الجنة، وحكى ابن عبد البر التوقف في أولاد المسلمين عن جماعة كثيرة من أهل الفقه، والحديث منهم حماد بن زيد، وحماد بن سلمة، وابن المبارك، وإسحاق بن راهويه، وغيرهم.

قال: وهو نسبة ما رسمه مالك في أبواب القدر من موطآته، وما أورد في ذلك من الأحاديث، وعلى ذلك أكثر أصحابه، وليس عن مالك فيه شيء منصوص إلا أن المتأخرين من أصحابه ذهبوا إلى أن أطفال المسلمين في الجنة انتهى"[42].

صحابہ کے جنتی نہ ہونے کا قول یا جزئی کے حوالے سے تمہاری نسلوں پر بھی قرض ہے اگر توبہ ورجوع نہ کیا۔

پھر استدلال فاسد اور باطل ہے اس حدیث سے کسی شارح نے بھی صحابہ کرام کے حوالے سے گفتگو نہیں کی۔

---

(42)طرح التثریب،ج7،ص230۔

اور بچوں کے حوالے سے دس قول موجود ہیں جیساکہ مواہب اللطیفہ میں نقل فرماتے ہیں، تواس حدیث سے جو بچے کے حوالے سے تھی اور قطعی دلیل نہ ہونے کی وجہ سے، یہاں پر تودلائل موجود ہیں صحابہ کی ذوات کے متعلق جنتی ہونے کے حوالے سے۔

عمدۃ القاری میں ہے:" المراد به النهي عن المسارعة إلى القطع من غير دليل قاطع، وقيل ذلك قبل أن يعلم صلى الله عليه وسلم كونهم في الجنة، فلما علم ذلك أثبته بحديث شفاعة الأطفال"[43].

حاشیۃ السیوطی علی سنن النسائی:" قال النووي أجمع من يعتد به من علماء المسلمين على أن من مات من أطفال المسلمين فهو من أهل الجنة والجواب عن هذا الحديث أنه لعله نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير دليل أو قال ذلك قبل أن يعلم أن أطفال المسلمين في الجنة"[44].

علامہ قسطلانی لکھتے ہیں:" أحدهما: أنه لعله نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير أن يكون عندها دليل قاطع على ذلك، كما أنكر على سعد بن أبي وقاص في قوله: إني لأراه مؤمنا. فقال: أو مسلمًا ... الحديث.

الثاني: أنه، عليه الصلاة والسلام، لعله لم يكن حينئذٍ اطلع على أنهم في الجنة، ثم أعلم بعد ذلك.

---

(43)عمدۃ القاری، ج8، ص31۔

(44)حاشیۃ السیوطی علی سنن النسائی، ج4، ص57۔

ومحل الخلاف في غير أولاد الأنبياء، أما أولاد الأنبياء، فقال المازري: الإجماع متحقق على أنهم في الجنة"[45].

مزید لکھتے ہیں:" وأجابوا عن هذا بأنه لعله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير أن يكون عندها دليل قاطع أو أنه -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قال هذا قبل أن يعلم أن أطفال المسلمين في الجنة، وأما أطفال المشركين ففيهم ثلاثة مذاهب: فالأكثرون على أنهم في النار، وتوقفت طائفة، والثالث وهو الصحيح أنهم من أهل الجنة"[46].

اس میں کیا کلام ہے کہ فرمایا نار کے اہل لوگ بھی پیدا فرمائے اور جنت کے اہل پیدا فرمائے، بچے تو مکلف ہی نہیں ان کا جنتی ہونا تو اجمالی ہے جیسا کہ علماء نے نقل فرمایا۔

مرقاۃ میں ہے:" ويحتمل أن يراد به خلق الذر في ظهر آدم، واستخرجها ذرية من صلب كل واحد إلى انقراض العالم، وقيل: عين في الأزل من سيكون من أهل الجنة، ومن سيكون من أهل النار، فعبر عن الأزل بأصلاب الآباء تقريبا لأفهام العامة (وخلق للنار أهلا) : فيه إيماء إلى أنه لا اعتراض فإنهم أهل لها أهلية لا يعلمها إلا خالقها (خلقهم لها، وهم في أصلاب آبائهم) : وإنما يظهر منهم من الأعمال ما قدر في الأزل. قال القاضي: في حديث عائشة

---

(45)ارشاد الساری، ج2، ص469۔

(46)ارشاد الساری، ج9، ص359۔

رضي الله عنها إشارة إلى أن الثواب والعقاب لا لأجل الأعمال، وإلا لكان ذراري المسلمين، والكافرين لا من أهل الجنة، ولا من أهل النار، بل الموجب هو اللطف الرباني، والخذلان الإلهي المقدر لهم، وهم في الأصلاب، فالواجب التوقف، وعدم الجزم. وقال النووي: أجمع من يعتد به من علماء المسلمين على أن من مات من أطفال المسلمين، فهو من أهل الجنة، وتوقف في ذلك بعض لهذا الحديث، وأجابوا عنه بأنه لعله نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير أن يكون عندها دليل قاطع، ويحتمل أنه – عليه الصلاة والسلام – قال هذا قبل أن يعلم أن أطفال المسلمين في الجنة. اه"[47].

المسالک میں ہے:" وما يدريك أنه عصفور من عصافير الجنة" ضعفه ابن حنبل. وقال علماؤنا: هو منسوخ بقوله – صلى الله عليه وسلم – في إبراهيم: "إن له موضعا في الجنة"[48].

اقول: آپ نے نقل تو پیش کرنی تھی نہ کہ استدلال، کہاں ہے کہ سب صحابہ جنتی یا یا جزوی نعرہ درست نہیں، آپ نے تو استدلال نہیں کرنا تھا۔

---

(47) مرقاۃ، ج1، ص156۔

(48) المسالک، ج3، ص551۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ایک اختلاف کی طرف اشارہ ہے جو اہل سنت کے درمیان ہے۔اگر والدین مؤمن ہوں تو کیا حکم ہے کہ بچہ جنتی ہوگا اور بچہ تو مکلف بھی نہیں تھا اس کے لیے جنتی یا ناری کی گفتگو کرنا کیسا؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عقیدہ بیان فرمایا اس مسئلہ کے حوالے سے عمومی طور پر۔

دوسرا جن کا موقف ہے کہ مؤمنین کے بچے جنتی ہیں اب کوئی بچہ فوت ہو تو یہ کہنا کہ یہ جنتی ہے تو یہ کہنا درست نہیں آپ کے نزدیک کہ ناری ہوگا یا جنتی، یہاں تو ابتدائی مرحلہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ تو مکلف بھی نہیں، اب اس کے بارے میں ناری کہنا تو شرعاً بھی درست نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا موقف ہے۔

لفظ ہے قطعی طور پر معین کے بارے میں جب کوئی نص نہ ہو تو دوسری نصوص موجود ہیں بچوں کے جنتی ہونے پر۔

اس حدیث پر محدثین نے کلام فرمایا ہے۔بات تو بچے کی ہے اور آپ نے استدلال کیا ہی نہیں آپ نے تو اپنے دعوی پر نقل پیش کی ہے جو صریح النص ہے اور قطعی الثبوت ہے نہ کہ تاویل اور مختلف اقوال۔مؤمنین کے بچوں کے جنتی ہونے پر اجماع نقل کیا ہے امام نووی نے۔اب اس اجماع کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے۔

امام سیوطی لکھتے ہیں:" **قال النووي أجمع من يعتد به من علماء المسلمين على أن من مات من أطفال المسلمين فهو من أهل الجنة والجواب عن هذا**

الحديث أنه لعله نهاها عن المسارعة إلى القطع من غير دليل أو قال ذلك قبل أن يعلم أن أطفال المسلمين في الجنة"[49].

امام سیوطی نے فرمایا کہ یہ بات ہو سکتی ہے بشارت سے پہلے کی ہو یعنی پھر اس کے منسوخ ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منع تب کیا ہو کہ جب تک دلیل قطعی نہ ہو یعنی یقینی دلیل نہ ہو اور جلدی کرنے سے منع فرمایا۔امام سیوطی اسی محترم کو اپنی دوسری کتاب متن ابن ماجہ کے حاشیہ میں بھی نقل فرماتے ہیں۔اسی محترم کو امام قسطلانی ارشاد الساری ج9، ص349 میں بھی نقل فرماتے ہیں۔

اور آپ ملا علی قاری کے حوالے سے فرمایا، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج8، یعنی کہ وہ اور جو امور مبہم ہوں جن کے بارے میں کوئی نص نہ ہو یہاں پر تو نصوص موجود نہیں خود ابن حجر کا کلام نقل کیا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بات بشارت سے پہلے کی ہو یعنی منسوخ ہو۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں اس چند احتمالات نقل فرمائے کیونکہ مصنف نہ شاید کسی کو خوش کرنا تھا اللہ کی رضا تو مقصد تھی نہیں کہ خیانت نہ کرتے، یہ بات قبل بشارت کے بھی ہو سکتی ہے۔

---

(49)حاشیہ سیوطی علی سنن النسائی، ج4، ص57۔

دوسرا کہ کسی بات میں جلدی کرنا جس پر کوئی دلیل نہ ہو احتمال بھی ہے کہ تو ایک معنی کو معین کرنا اس سے استدلال کرتے ہوئے اور بچے سے سب صحابہ کے جنتی نہ ہونے کے حوالے سے استدلال کرنا۔

یہ رافضی صفت انسان کا کام ہو سکتا ہے کسی امام بزرگ ائمہ میں سے کسی کی یہ فکر نہیں کہ تمام صحابہ کے جنتی ہونے کا قول درست نہیں یا فکر اہل سنت نہیں۔

علامہ طیبی نے بھی شرح مشکاۃ میں اور المفاتیح میں جلد 10، فان قیل اطفال المسلمین من اہل الجنۃ۔۔۔۔۔۔۔۔اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کے جنتی ہونے کی تو نص بھی موجود ہے جو دو قسمیں ہم نے پیش کی ہیں، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوسری قسم میں داخل ہیں۔
ابن رسلان تو فرماتے ہیں: امور مبہمہ کے بارے میں فرمایا کہ توقف رکھا جائے نہ کہ جن کے بارے میں نص ہو۔

دوسرا ابن رسلان نے تعلیق مشیت کے بارے میں فرمایا وہ تو آپ کسی کے بارے میں بھی فرما سکتے ہیں کہ اللہ کی مشیت ہے۔

اور دوسرا احتمال بھی فرمایا کہ ہو سکتا ہے یہ بات پہلے کی ہو یعنی منسوخ ہو۔دوسرا مسئلہ بیان فرمایا کہ جنتی یا جہنمی ہونا اللہ کی قضاء اور قدرت کی طرف اشارہ ہے جو دونوں ازلی ہیں۔
مقصود حدیث اللہ کی قدرت بیان کرنا ہو۔

سب صحابہ کے جنتی ہونے کا عقیدہ نظریات سے نہیں مصنف کسی ایک شارح کا حوالہ تو دے دیتے جزئی حوالہ تو بڑی دور کی بات ہے عمومی حوالہ دکھا دیتے کیونکہ جزئی حوالہ

مشکل ہے عمومی حوالہ تو آسان تھا مگر آپ قیامت تک ایک بھی حوالہ نہ دکھا سکے گے کہ صحابہ کے جنتی ہونے کا عقیدہ درست نہیں چہ جائیکہ کوئی جزئی حوالہ ہو، آپ اپنی داغ دار زندگی سے توبہ فرمائیں یہ داغ کبھی نہیں اتر پائے گا کہ آپ نے صحابہ کے جنتی ہونے کو مشکوک کر دیا۔

شارحین کچھ کہہ رہے ہیں اور آپ کچھ نقل کر رہے، کیونکہ آپ نے استدلال کا التزام نہیں کیا تھا۔

یہی بات امام قرطبیؒ نے نقل فرمائی کہ یہ بات تو اللہ کی قدرت اور فیصلہ ازل میں ہونے کی وجہ سے ایسی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی نے لمعات التنقیح میں بھی فرمایا۔

قال: مؤلف صفحہ 15 میں فرماتے ہیں کہ کسی کو جہنمی بھی مت کہو۔

اقول: اس میں کیا کلام ہے اور آپ کے موقف کی کیا یہ مؤید ہے کسی کے بارے میں ایسا کلام نہیں کرنا چاہئے، بھائی عام مؤمنین کے بارے میں کلام ہے مگر دخولِ اولی کے اعتبار سے۔

قال: حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں: لاینبغی لاحد ان یحکم علی اللہ فی خلقہ۔۔۔ الخ

اقول: پہلی بات تو یہ ہے کہ مطلقاً فرمایا اور اس سے آپ نے استدلال کیا کہ ہر صحابہ والا نعرہ درست نہیں۔

آپ نے ترجمہ کیا کسی شخص کو جائز نہیں کہ وہ خالق خداوندی کے معاملے مین اللہ پر حکم لگائے اور نہ ہی اس کے لیے جائز ہے انہیں جنتی یا دوزخی قرار دے

اللہ پر واجب ہے یہ تو ہمارا عقیدہ ہی نہیں یہ تو معتزلہ کا عقیدہ ہے ہم یہ تھوڑی کہہ رہے ہیں کہ اللہ پر واجب ہے۔

نصوص قطعی الدلالت موجود ہیں اسی طرح عمومی طور پر نصوص ظنی الدلالت بھی موجود ہیں اور ائمہ نے اس سے استدلال بھی کیا ہے لہذا یہ مذہب متقدمین اور متأخرین کا ہے۔

دوسری بات علی وجہ التسلیم کرنی بات کسی کتاب میں نقل ہونا اور نظریہ اہل سنت ہونا اس میں فرق ہے۔ اقوال کی بات کرتے نہیں تو اگر ان کا مطالعہ کا شغف ہے تو علم ہو گا کتابوں کی دنیا میں بہت کچھ ہوتا ہے مگر عقائد وہی جو مسلمہ ہو۔

قال: حضرت امام سفیان ثوری سے جناب شعیب بن حرب نے نظریات اہل حق کے بارے میں سوال کیا تو جناب سفیان ثوری نے انہیں چند نظریات لکھوائے، اسی گفتگو کے دوران فرمایا: يا شعيب بن حرب لا ينفعك ما كتبت لك حتى لا تشهد لأحد بجنة ولا نار إلا العشرة الذين شهد لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلهم من قريش.(ص 18)

اقول: جناب یہ دھوکہ دینا نہیں حضرت سفیان ثوری تو عشرہ مبشرہ کے علاوہ سے بھی منع فرمارہے ہیں تو آپ کیا کہہ گئے؟ کیا یہ نظریہ اہل سنت کا ہے؟ ہر گز نہیں تو پھر استدلال

درست نہ ہوا، ان دس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر ہے باقی صحابہ کی نفی مقصد نہیں۔ عشرہ مبشرہ کا عدد اپنے معنی پر مخصوص ہے۔

قال: سفیان ثوری نظریاتِ اسلامیہ کے نفع کو اس مخصوص نظریہ پر معلق کر رہے ہیں کہ جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے ان کے علاوہ کسی کو جنتی یا ناری نہ کہا جائے۔

اقول: حضرت سفیان ثوری جو نصیحت فرما رہے تھے اگر یہ اپنے خاص معنی پر محمول کیا جائے جو عدد کی دلالت ہے تو یہ نظریہ اہل سنت کے خلاف ہو گیا کیونکہ اوروں کو بھی جنت کی بشارت حاصل ہے یہاں تو دس کے علاوہ ہر حکم معلق ہے، کیا آپ بھی حکم کو اسی پر مرتب کرتے ہیں، اگر نہیں تو واقعاً بھی نہیں، معلوم ہوا ان کی مراد کا خاص معنی ہے نہ کہ دوسرے صحابہ کے جنتی ہونے کی نفی کرنا، دوسرا یہاں تو کتاب القدر ہے۔

قال: امام احمد بن حنبل کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ نے اہل حق کے نظریات بیان کیے اور فرمایا: لا نشھد علی اھل القبلۃ بعمل یعملہ الجنۃ۔۔۔الخ

اقول: جناب اس عبارت کے سیق الکلام سے تو اتنا ثابت ہے کہ اہل قبلہ کے عمل کی وجہ سے جنتی یا ناری ہونے کی گواہی نہ دو۔ کیا یہ سب کو شامل ہے یا مخصوص افراد ہیں؟ یا صحابہ کو بھی عبارت شامل ہے عشرہ مبشرہ اور دوسرے صحابہ؟ مگر اس عبارت میں صحابہ کی بات نہیں ہو رہی، فرق اسلامیہ میں سے کسی کے جنتی یا ناری ہونے کو عمل کی وجہ سے نہ بیان کیا جئے جو ان کے ماحول میں شامل تھے، یا اس پر تکلم فرما رہے ہیں نہ کہ صحابہ کے بارے میں

امام احمد بن حنبل جیسی شخصیت کی عبارت سے تو یہ گمان نہ کیا کہ وہ صحابہ کے متعلق فرمارہے ہیں۔

قال: امام ابوالحسن اشعری کہتے ہیں: أجمعوا علی أنہ لایقطع علی أحد۔۔۔الخ

اقول: دعوی خاص ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسفیان کے جنتی ہونے کا نعرہ درست نہیں، اس پر ابھی تک ایک حوالہ بھی پیش نہ فرماسکے، آپ ڈیڑھ صدی سے کا بھی دے دیتے، اگر کسی مستند عالم سے تو ہم خاموش ہو جاتے، مگر آپ تو کوئی حوالہ ہی نہ پیش کر سکے اپنے موقف پر، عبارت کہاں کی آپ نے کہاں پیش چسپاں کر دی۔

امام ابوالحسن اشعری کی عبارت میں آپ کو سمجھا دیتا ہوں: آپ فرمارہے ہیں کہ اہل بدعت کے علاوہ عام مؤمنین میں سے کسی کے جنتی یا ناری ہونے کا یقین نہ کیا جائے، اس میں صحابہ کا کہاں بیان ہے؟ اگر یہ صحابہ کو بھی شامل ہے تو منصوص صحابہ کو آپ کس عبارت سے نکالیں گے؟ جیسے وہ بشارت بالخصوص سے خارج ہے، اسی طرح دوسرے بشارت بالعموم سے خارج ہیں۔

قال: امام احمد بن حنبل اور پھر امام ابوالحسن اشعری کی ایسی تصریح کے بعد۔۔۔الخ

اقول: تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الامام الاشعری امام ابن عساکر کی لکھی ہوئی کتاب ہے، صفحہ 321 میں چند سطر پہلے ایک عبارت لکھی: "نری ألا نکفر أحداً من اهل القبلة بذنب یرتکبه کالزنا وأسرق وشرب الخمر".

پھر پانچ سطر کے بعد وہ عبارت ہے جو آپ نے پیش کی، تو اس کے سیاق و سباق سے خود معلوم ہو رہا ہے کہ وہ کن کی بات کر رہے ہیں؟

پھر سات آٹھ سطر کے بعد یہ لکھا:" وندين بحب السلف الذين اختارهم بصحبة نبيه ونثني عليهم بما أثنا الله عليهم ونتولىهم".

اب کل کو کوئی آپ کی طرح کم پڑھا لکھا آدمی کھڑا ہو جائے اور کہے کہ امام ابن عساکر صحت کا فرمایا ہے اور بس ان کی ثناء کی جائے گی، مگر کہہ چکے ہیں کہ سیاق و سباق تو دیکھ لو اور وہ عبارت ماصدق علیہ کیا ہے اس کو تو سمجھو۔

چند سطر کے بعد پھر لکھا:" **نشهد للعشرة بالجنة الذين شهد لهم رسول الله**".

اس کے بعد لکھتے ہیں:"**ونتولى سائر أصحاب النبى**".

اب کوئی کہے کہ ابن عساکر بعد عشرہ کے باقی اصحاب کے لیے پرہیز گار ہونا فرما رہے ہیں اور کسی قسم کا عقیدہ نہ رکھا جائے، کوئی غلط استدلال کرے اور اس کا معطوف ہے نکف عما شجر بينهم۔ اللہ دین کا فہم عطا فرمائے اور دین اسلام کے معتقدات و مسلمات کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قال: لایشھد علی احد۔۔۔۔

اقول: اس میں تو یہ فرمایا کہ کسی کے عمل کی وجہ سے جنتی یا ناری نہ کہا جائے نہ کہ صحابہ کے بارے میں فرمایا کہ ان کے بارے میں جنتی ہونے کا عقیدہ نہیں رکھ سکتے، دوسرا یہ لطف ربانی کی طرف اشارہ ہے۔

قال: امام ابو طالب مکی فرماتے ہیں: لا یکفر أحد من اھل القبلۃ

اقول: یہ تو اہل سنت کے مسلمات میں سے ہے کہ ہم اہل قبلہ میں کسی کی تکفیر نہیں کرتے خارجیوں کی طرح۔ حضرت صفحہ ہی بھرنے تھے اس طرح کے حوالہ جات سے تو کتبِ متون ہیں، یقیناً قارئین کو آپ کی عبارت پر ہنسی آرہی ہو گی کہ اس سے آپ کا استدلال کریں گے کہ صحابہ کے جنتی ہونے کا نعرہ درست نہیں، آپ کے تلامذہ کا کیا حال ہو گا؟!

إذا كان الغراب هداهم

سيهديهم طريق الهالكين

قال: حضورِ غوث اعظم فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

اقول: حضور غوث اعظم کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ وہ صحابہ کے متعلق یہ فرمائیں، پھر آپ نے استدلال کریں اور وہ بھی باطل و فاسد۔

فرق اسلامیہ میں جو فرقے ہیں ان میں سے متعین کسی کو جنتی یا ناری ہونا بیان نہیں کیا جاسکتا۔

جو حضور غوث پاک کا مرید ہو جائے وہ جنتی ہے مگر صحابہ کے متعلق یہ عقیدہ درست نہیں، کیا منطق پڑھی ہے حنیف قریشی کی طرح۔

قال: قادری کہلانے والوں کو سیدنا غوث پاک کے کلمات پر ضرور۔۔۔

اقول: اجماع کا کس نے انکار کیا ہے ہاں سکھر کے مدرسہ کا اجماع ہو، ہم اس کے منکر ہیں۔ باقی مصدر کے حوالہ سے گفتگو نہیں کہ اعلی حضرت کا کیا موقف ہے مگر بات درست ہے، دوسری بات حضور غوث اعظم اہل قبلہ کے حوالہ سے اجماعی موقف بیان فرمارہے ہیں جتنے بھی اہل قبلہ کے فرق ہیں جب تک کوئی بدعقیدگی ظاہر نہ ہو نہ کہ صحابہ کے متعلق۔

اہل سنت کی فکر

قال: اہل سنت کی فکر یہ ہے کہ افراد امت کی دو قسمیں ہیں: **(1)**: جن کا نام لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتی ہونے کی تصریح فرمائی۔

(2): جن کا نام لے کر جنتی ہونے کی تصریح نہیں فرمائی۔

قال: حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔۔ص 23۔۔۔طریقہ رہا ہے، انتہی۔

اقول: حضرت یہ نعرہ کس صدی سے لگنا شروع ہوا کیونکہ صدی ڈیڑھ صدی کا حوالہ تو آپ کے نزدیک معتبر ہی نہیں۔

قال: رہی بات دوسرے گروہ کی۔۔۔ص 23، طریقہ ہے، انتہی۔

اقول: آپ نے کہا ان میں سے نیکوکاروں کے ہے، آپ کیا کہنا چاہتے ہیں وہ سب ہی نیکوکار ہیں ساری امت سے افضل ہونا تو آپ خود لکھ رہے ہیں جو ان میں سے نیکوکار ان کے لیے خیر کی امید رکھنا کچھ دال میں یا قلب میں سیاہی تو نہیں؟ اللہ قلوب کو جلاء عطا فرمائے۔

قال: کسی کا نام لے کر اسی جنتی کہنا بغیر نص کے بولنا جائز نہیں، ص 23۔

اقول: نام لے کر جنتی کہنے کی جسارت کرنے میں شرعی طور پر حکم بیان فرمائیں تاکہ مسئلہ آپ کے دل کا مزید کھل جائے۔ باقی نام لے کر تو بشارت خصوصی کے افراد کو بھی پیش نہیں کیا جاتا، کیا آپ کل کو اس پر بھی اعتراض کریں گے کہ یہ اہل کا طریقہ نہیں۔ باقی رہا نص کا مسئلہ تو ہر مسئلہ میں نص کا ہونا ضروری نہیں، کیا بد مذہبوں والی گفتگو اور دلیل طلب کر رہے ہیں۔

ضروریات دین کے مسئلہ میں نص کا ہونا ضروری نہیں نہ ہی نقل ضروری ہے چہ جائیکہ کوئی اور مسئلہ۔ باقی سب معاملات اہل سنت کے طریقے کے مطابق نہین یا جہاں نفس نے چاہا وہاں اہل سنت یاد آجاتی ہے۔

قال: آج کل محترم شخصیات کی جانب سے۔۔۔ص 23

اقول: وہ ہستی آپ جس کے بارے میں آپ کہہ رہے ہیں قابل اعتماد نہیں، مجھے تو لگ رہا ہے آپ سے زیادہ وہ قابل اعتماد نہیں وہ دین کا فہم اتنا تو رکھتے نہیں کہ معتقدات اہل سنت کو سمجھتے اور اپنے متعلقین و مریدین کو سمجھاتے ہیں اور اسی پر کاربند رہتے ہیں۔

قال: باگ ڈور اصل اہل سنت کے پختہ علماء کے ہاتھوں میں دے دی جائے۔

اقول: جی جی عرفان شاہ اور حنیف قریشی جیسے اور جتنے لوگ ہیں آپ جیسے جو اہل سنت کے مسلمات ہی نہیں بلکہ ضروریات اور وہ بھی بنیادی شخصیات کو ہی مجروح کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد جن پر قائم ہے۔ اللہ ایسے لوگوں کے شر سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے۔

جو لوگ اس نعرے کو غیر سنی نعرہ سمجھتے ہیں آپ نام بتائیں ڈرتے کیوں ہیں؟

قال: ابو تقی الدین مقدسی فرماتے ہیں۔۔۔ص26

اقول: امام مقدسی نے اس عبارت میں کہاں فرمایا ہے کہ صحابہ جنتی ہونے کی بات کرنا شخصی یا کلی طور پر درست نہیں یا عقیدہ اہل سنت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر خبر واحد ہوتی تو ظنی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو ہمارے لیے سامعین کے لیے تو دلالت بھی قطعی تھی۔ دوسری بات کہ اگر کسی امام کا قول ایسا ہو تو ہم تطبیق دیں گے تاکہ تعارض رفع ہو ورنہ ہم تو حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں، قرآن کے مقابل۔

باقی آپ کے مدعا ان عبارتوں سے کسی لحاظ سے ثابت نہیں استدلال کی قسمیں بنائیں پھر بھی ثابت نہیں نقل تو بڑی دور کی بات ہے۔

قال: سنی فکر کو بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت امام طحاوی فرماتے ہیں۔۔۔ص30

اقول: قارئین پڑھ لیں حضرت کے بس میں ہوتا تو مؤمنین کی جگہ صحابہ لے آتے مگر عبارت میں تحریف لفظی تو کر نہیں سکتے تھے، مالا یطاق تھا مگر جو جو مایطاق تھا تحریف معنوی کر دی، الامان الحفیظ!۔

حضرت یہ عبارات اہل بدعت غیر مکفرہ اور اس سے ملحق یا عامہ مؤمنین کے حوالے سے ہیں جو آپ پیش کر رہے ہیں وقتاً فوقتاً۔

قال: علامہ سعد الدین تفتازانی سنی فکر کو بیان کرتے ہوئے فرماتے نہیں۔ نشھد۔

اقول: اس عبارت پر شارحین کو کلام ہے مثلاً امام بقاعی اور علامہ بن ابی شریف اور علامہ پرہاروی وغیرہ

دوسرا اسائر الصحابہ کا مفہوم کسی نے بھی یہ بیان نہیں فرمایا کہ دوسرے صحابہ کو جنتی نہیں کہنا یا اس طرح کی عبارت کسی نے بھی بیان نہیں فرمائی۔

علامہ پرہاروی کی نظر میں اس عبارت کی تشریح: " **لو روي لهم أمور موسوسة كمعاوية وعمرو بن العاص ومغيرة بن شعبة وبسر بن اوطا ويحمل أمورهم على اجتهادهم بل الأفضل السكوت عن ذكرها حفظاً للدين عن الوساوس فإن إنكارهم على واحد منهم ثلمة على الإيمان**"[50].

معلوم ہوا وعلامہ پرہاروی صاحب فرمارہے ہیں کہ جن صحابہ کے اجتہای خطا کا معاملہ ہے ان کے حوالے سے کسی قسم کی کوئی بات نہ کی جائے یہ ایمان کے لیے شغاف ہے ان وسوسوں سے روکنا مطلوب ہے، نہ کہ آپ والی بات بلکہ متصل عبارت کی شرح میں فرمایا: " **يرجى لهم أكثر صحابة بي لغيرهم من المؤمنين**".

علامہ پرہاروی فرماتے ہیں: " **من المغفرة والثواب بل قد يصح البشارة بالجنة لأصحاب غزوة بدر وهم ثلاثة مئة وثلاثة عشر ولأصحاب بيعة**

(50) النبراس، ص534۔

الرضوان وهم ألف وأربع مئة بل جاء البشارة القطعية لكل من أنفق وقاتل في قوله تعالى" لا يستوي منكم" بل جاء في الحديث: لا تمس النار مسلماً"[51].

علامہ پرہاروی خاموش رد فرما رہے ہیں تخصیص کرنے پر اور اہل سنت کا اجماعی موقف بیان فرمایا کہ قطعی بشارت ہے صحابہ کے لیے وہی آیت اور وہی حدیث۔

علامہ پرہاروی الناہیہ فی طعن امیر معاویہ میں فرماتے ہیں:" **أجمع أهل السنة والجماعة على تأويل ما ثبت منها تخليصاً للعامة عن الوساوس والهواجس وأما ما لم يقبل التأويل عند مردود"**[52].

علامہ شیخ الاسلام زکریا انصاری کی عبارت سے دھوکہ وفریب

علامہ صاحب کی عبارت آپ پڑھ لیں کہ آپ نے صحابہ کے حوالے سے کوئی بات کی ہیں نہیں۔فرمایا:" **ممن لم يعلم موته على الكفر** "یعنی وہ تو معلق کررہے ہیں، صحابہ نہیں ہوگا دوسرا رہے امیر معاویہ ان کے صحابی ہونے پر اجماع ہے۔ان کی ذوات قدسیہ پر بات نہیں کہ آپ دھوکہ دیں۔

جن کے بارے مین نص بھی نہیں اور ان کی صحابیت پر کلام ہو اس کے بارے میں فرما رہے ہیں یہی حمل ہے عبارت کا۔

قال: اکابر ائمہ اسلام جن میں صحابہ کرام بھی داخل ہیں اور تابعین۔۔۔ص 43

---

(51) النبراس، ص534۔

(52) الناهية، ص64۔

اقول: مشکل کشا آپ نے لکھا ہم بھی مانتے ہیں جس طرح سابقاً گزرا یہ عقیدہ کب سے اہل سنت کا ہے، یہ بھی وہ عبارت ہے عامہ مؤمنین کے لیے معین اور مشخص طور پر گواہی دینا منع فرمایا ہے۔